بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"مدارس اسلامیہ روح انسانی کے شفاخانے"

"مولانا سید ابو الحسن علی ندوی"

"مدرسہ معدن العلوم قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ کی جامع مسجد کی توسیع کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء کو پیش کیے گئے سپاس نامہ کے جواب میں مولانا سید ابو الحسن علی ندوی ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی ایمان افروز تقریر"

قصبہ نگرام علماء مشائخ کی سرزمین خطبہ استقبالیہ

ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی
ریڈر شعبہ عربی۔ لکھنؤ یونیورسٹی

ناشر

مدرسہ معدن العلوم رجسٹرڈ ۲۳۳۲ قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ
ملحقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مضامین

١۔ قصبہ نگرام ۔علماء و مشائخ کی سرزمین

خطبہ استقبالیہ ۔ از ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی

ریڈر شعبہ عربی ۔ لکھنؤ یونیورسٹی

٢۔ مدارس اسلامیہ روح انسانی کے شفاخانے

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

٣۔ ایک قدیم مدرسہ معدن العلوم کی تجدید

علی میاں نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

از حسین امین ۔ روزنامہ قومی آواز

مورخہ ١١ ر فروری ١٩٨٦ء

٤۔ مدرسہ معدن العلوم ۔ تعارف ۔ خدمات ۔ عزائم

از ڈاکٹر محمد یونس نگرامی

خط و کتابت نیز ترسیل اعانت کا پتہ :۔

Dr. MOHD YUNUS NAGRAMI

C 207/28 DEORHI AGHA MEER

LUCKNOW - 226003

PHONE - 82738

قصبہ نگرام
علماء و مشائخ کی سرزمین

خطبہ استقبالیہ بخدمت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

مورخہ ۲۷ ر دسمبر ١٩٨٥ء از ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی

ریڈر شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی و مدیر مدرسہ معدن العلوم قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ

آبروئے ملّت مسلمہ ہند

نگرام و اہل نگرام آج اپنی قسمت پر نازاں و مسرور ہیں کہ ان کے درمیان ایک ایسی شخصیت موجود ہے جو دنیا کی علمی محفلوں اور دانش گاہوں کی رونق اور ان کے لیے باعث صد افتخار ہے اور جس کی موجودگی فکر و فن کے نئے نئے افق اور علم و دانش کی سحر تازہ پیدا کرتی رہتی ہے اور جس کی شخصیت نے دنیا کے بڑے بڑے علمی و دینی اعزازو ایوارڈز کو قابل اعتبار بنایا ہے اور اس کے وقار میں اضافہ کیا ہے اور جس کی جھونپڑی پر امراء و سلاطین اور حکمرانوں نے اپنی جبین نیاز خم کرکے " نعم الامیر علی باب الفقیر " کی بشارت نبوی سے اپنے کو سرفراز کیا ہے، یہ ساری خصوصیات و کمالات و فضائل برحق اور تاریخ ہند

www.abulhasanalinadwi.org

کا جز اور اٹوٹ حصہ ہیں، لیکن ہم استقبال کر رہے ہیں اس بے چین، مضطرب دردمند روح اور شخصیت کا جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے تاریخی، حکیمانہ اور غیرت ایمانی سے بھرپور قول "أینقص الدین وانا حی"، کو حرزِ جان مقصدِ حیات بنا رکھا ہے اور جو ساری دنیا میں اسلامی تعلیمات کو جاری و ساری دیکھنا چاہتی ہے اور جس کے حصول کے لیے صحرا بہ صحرا جنگل بہ جنگل دریا بہ دریا، فضا در فضا، دیوانہ وار اور بےتابانہ ؎

اذاں دی کعبہ میں ناقوس دیر میں پھونکا
کہاں کہاں ترا عاشق تجھے پکار آیا

کی زندہ و علمی تفسیر بن کر مانند شبنم جگر لالہ میں ٹھنڈک پیدا کر رہا ہے اور جس کی درویشی شہنشاہی کے لیے باعث رشک اور جس کی قلندری کے سامنے شان سکندری بے نور و بے رونق ہے اور جس کے کردار میں وہ بانکپن اور البیلا انداز ہے جس میں حلم و عفو، جود و سخا عبادت و ریاضت استغنا و بردباری، تواضع و خاکساری اس طرح پیوستہ ہو گئی ہیں جیسے پھولوں میں خوشبو اور تاروں میں روشنی،

جناب عالی:-

نگرام کے مشہور خانوادہ کی علمی و دینی خدمات سے آپ سے زیادہ کون واقف ہو آپ ہی نے "پرانے چراغ" جلد دوم میں تحریر فرمایا ہے۔

"تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں اللہ نے اس قصبہ میں رشد و ہدایت اور اصلاح عقائد کا چراغ روشن کیا، یوں تو اودھ میں بڑے بڑے روحانی اور علمی مرکز تھے لیکن اصلاح عقائد اصلاح رسوم اور توحید و اتباع سنت کی دعوت کے اس جوار میں دو (۲) خاندان علم بردار تھے۔

(۱) حضرت سید احمد شہیدؒ کا خاندان جس کا مرکز ضلع رائے بریلی تھا،

(۲) دوسرا یہ خاندان جس کا مرکز ضلع لکھنؤ کا قصبہ نگرام تھا، جہاں ایک عالم ربانی داعی حق مولانا حافظ عبدالعلی صاحب نگرامی ۱۲۳۱ھ — ۱۲۹۶ھ رشد و ہدایت میں مصروف تھے اس اطراف و نواح اور ضلع رائے بریلی و لکھنؤ کے بہت سے قصبات میں توحید و سنت کا جو ذوق اور اصلاحی رنگ نظر آتا ہے وہ ان ہی بزرگوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے"

مولانا محمد ادریس نگرامی انہیں حافظ عبدالعلی کے فرزند تھے جن کے بارے میں شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی فرمایا کرتے تھے کہ "کیا ہم اور ادریس کوئی الگ الگ ہیں" مولانا ادریس صاحبؒ کو شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بھی خط و کتابت کے ذریعہ اجازت بیعت و ارشاد حاصل تھی۔ پروفیسر مولانا عبدالباریؒ نے اپنی کتاب مذہب و سائنس میں تحریر فرمایا ہے،

"مولانا محمد ادریس صاحبؒ صرف بڑے عالم نہ تھے بلکہ جوار کے بزرگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا اس تباہ کار پر تو ان کی بزرگانہ نظر ایسی کیمیا اثر ثابت ہوئی کہ نہ صرف نماز پنج گانہ کا انہی کی مسجد میں پابند ہو گیا، پڑھنے کا شوق بھی اتنا ہو گیا کہ تمام خامیاں اللہ تعالیٰ نے دور فرما دیں، پہلے تو دو سطریں عربی کی صحیح عبارت تک نہ پڑھ سکتا تھا اب تفسیر و حدیث کی کتابیں بے تکلف پڑھنے لگا اور مطالعہ کی استعداد اچھی پیدا ہو گئی"۔

مولانا محمد انیس نگرامی انہیں کے صاحبزادے اور روشن ضمیر عالم تھے، ابن تیمیہ و ابن قیم اور شاہ ولی اللہؒ کی کتابوں کے مطالعہ کی تاکید فرماتے تھے ان کی دور اندیشی و دور بینی کا یہ عالم تھا کہ اب سے برسوں پہلے شرعی پنچایت قائم کر رکھی تھی جہاں مسلمانوں کے آپسی تنازعات کا فیصلہ کتاب و سنت کی روشنی میں کیا جاتا تھا طالب علم کے ہاتھ میں اردو کتاب اس لیے ناپسند فرماتے تھے کہ اس سے مطالعہ میں کم ہمتی پیدا ہو گی

www.abulhasanalinadwi.org

آپ کے دار العلوم ندوۃ العلماء کے سابق شیخ التفسیر مولانا محمد اویس نگرامی ندوی بھی اسی خانوادہ کے فرد تھے جن کی تفسیری و تدریسی خدمات کا دائرہ اور شہرت نہ صرف ہندوستان بلکہ ان کی تصنیف "التفسیر القیم" کی وجہ سے عالم اسلام میں بھی تھی، اسی خانوادہ کے گل سر سبد مولانا عبد الرحمٰن نگرامی تھے، جن کے انتقال پر علامہ سید سلیمان ندوی نے معارف میں لکھا تھا "ہماری جماعت کا لعل شب چراغ ہو گیا" آپ کے رفیق درس مولانا مطلوب الرحمٰن نگرامی بھی اسی خاندان کے ایک روشن چراغ تھے جنھوں نے دور دراز کے دیہی علاقوں میں تبلیغ دین کی بڑی ہی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، مولانا محفوظ الرحمٰن نگرامی نے اب سے بہت سالوں پہلے جب ہندی کا رواج اور چلن عام نہیں ہوا تھا لیکن آنے والے حالات کی آہٹ محسوس کر کے ہندی میں قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر کا کام شروع کر دیا تھا اور کچھ پارے شائع ہو گئے تھے اور ہندی میں اسلامی عقائد و تعلیمات کو منتقل کرنا شروع کر دیا تھا۔

مولانا عبد الماجد دریابادی اور ہند و پاک کے مشہور عالم دین مولانا امین احسن اصلاحی نے ان دینی و اصلاحی و تعلیمی و تبلیغی سرگرمیوں کا اپنے اپنے تاثرات میں بڑے ہی دل آویز انداز میں تذکرہ فرمایا ہے اور بھرپور خراج تحسین پیش کیا ہے،

مدرسہ معدن العلوم نے علوم دینیہ کی حفاظت توحید و سنت کی اشاعت میں خاموش لیکن بھرپور حصہ لیا ہے، ضلع لکھنؤ، رائے بریلی، پرتاب گڑھ، سلطان پور اور بارہ بنکی کے دور دراز دیہی علاقوں کی دینی تعلیم کی ضرورتوں کو پورا کرتا رہا ہے اور یہاں کے فضلاء کی دینی و تبلیغی سرگرمیاں ان علاقوں میں جاری رہی ہیں۔

گزشتہ چند برسوں سے بعض نامساعد حالات کی بنا پر مدرسہ کی تعلیمی و دینی و تبلیغی سرگرمیاں کم ہو گئی تھیں اور توحید و سنت کی دعوت ان علاقوں میں مدھم پڑ گئی تھی جس کا بڑا خلا محسوس کیا گیا جو ایک بڑے خسارہ کی بات تھی۔

جناب عالی:-

آپ ہی کے ایماء و اشارہ پر ماہ شوال سنہ ۱۴۰۵ھ سے مدرسہ نے اپنا نیا سفر پھر شروع کیا ہے جس میں درجہ حفظ کے علاوہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے ثانویہ کے نصاب کے مطابق درجہ سوم تک تعلیم کا انتظام ہے، پونے دو سو طلبا جس میں قرب و جوار کے دیہات کے طلبا شامل ہیں، چار اساتذہ کے زیر نگرانی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، کوشش جاری ہے کہ ایک ایسے عالم دین کا تقرر کیا جا سکے جو نہ صرف یہ کہ عربی تعلیم دے سکے بلکہ نگرام اور اطراف نگرام میں وعظ و ارشاد کی ذمہ داری پورا کر سکے،

اس مسجد کی توسیع کا سنگ بنیاد ابھی ابھی آپ نے رکھا ہے اس بڑھتی ہوئی ضرورت اور آنے والے کل کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بڑا اقدام ہے جس کی تکمیل کا اسی قصبہ کے چند افراد کی عالی ہمتی اور دینی جذبہ نے بیڑا اٹھایا ہے اور جو اس خاندان کی روایات کے عین مطابق ہے۔

حضرت والا:-

آپ ملک و قوم کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور عمر طویل عطا فرمائے تاکہ امت مسلمہ کی رہنمائی کا نازک کام جاری رہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ تعلیمی ادارہ بھی آپ کی رہنمائی، فیض و نظر کرم سے سیراب ہوتا رہے۔ ہم کو اپنی بے بضاعتی، کم مائیگی، تہی دامنی کا پورا پورا اعتراف ہے کہ ہم آپ کے شایان شان استقبال نہیں کر سکے ہیں لیکن یقین کامل ہے کہ آپ کا دامن عفو ہماری تقصیرات کو سمیٹ لے گا، ہمارے دلوں کے آنگن میں آپ کے ساتھ خلوص و سچائی کی وہ چاندنی چھٹکی ہوئی ہے اور آپ کے ساتھ محبت و تعلق کی وہ گرمی و حرارت رکھتے ہیں جو دوا یتی خیر مقدمی تقریبات کو پگھلا سکتی ہے۔

منقول از تعمیر حیات - ۲۵ جنوری ۱۹۸۶ء

www.abulhasanalinadwi.org

مدارس اسلامیہ روح انسانی کے شفاخانے

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

"درج ذیل تقریر مدرسہ معدن العلوم قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ کی مسجد کی توسیع کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے، ۲۷ر دسمبر ۱۹۸۵ء کو پیش کئے گئے سپاسنامہ کے جواب میں کی گئی تھی۔"

یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ وانہ الیہ تحشرون ○ (الانفال رکوع ۳)

میرے بھائیو، عزیزو

سب سے پہلے میں اپنی شرمندگی کا اظہار کرتا ہوں کہ مجھے بالکل نہیں معلوم تھا کہ میرے عزیز سعید ڈاکٹر محمد یونس نگرامی سلمۂ اللہ ایسے ادیبانہ انداز میں میرا تذکرہ کریں گے، مجھے شرم آرہی ہے کہ مسجد میں ایک اللہ کے گنہگار، حقیر بندے کا اس طرح تذکرہ ہوگا، یہ بات مجھ کو پہلے معلوم ہوتی کہ جس طرح سپاسنامہ میں میرا تذکرہ کیا گیا ہے تو میں اپنا حق سمجھتا ہوں اپنے تعلق سے ان کے والد مولانا اویس صاحبؒ کے تعلق سے اور دارالعلوم کے تعلق سے کہ میں ان کو روک دوں لیکن انھوں نے شروع کردیا وہ ایسے ادبی انداز میں تھا کہ میں بھی اس کا لطف اٹھاتا رہا یہ بھول کر کہ یہ میرے متعلق ہے

اس لیے کہ موضوع کچھ بھی ہو زبان، طرز بیان اور ادبی چاشنی خود اپنے اندر ایک کشش رکھتی ہے۔ میں نگرام غالباً ۳۰-۳۵ سال بعد آیا ہوں لیکن اپنے کو اجنبی نہیں سمجھتا ہوں دونوں خاندانوں کے جو تعلقات ہیں جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ وہ تعلقات ہیں جو اخلاص اور صحیح مسلک و عقیدہ، خلوص اور بے غرضی پر مبنی ہیں اس لیے ایسے تعلقات کبھی پژمردہ نہیں ہوتے ہیں اور صدیوں تک قائم رہتے ہیں جیسا کہ سپاسنامہ میں آیا ہے یہ حقیقت تھی کہ اودھ میں علم تھا بلکہ اودھ کی حکومت یہاں سے لے کر سمرقند و بخارا تک تھی تعلیمی لحاظ سے، جس کا درس نظامی یہاں سے لے کر ترکستان تک سکہ رائج الوقت تھا، لیکن وسط اودھ میں ایک چیز کی کمی تھی وہ تھی توحید خالص اور اتباع سنت کی کھلی دعوت کی، میں نہیں کہتا کہ یہاں کے علماء اور تعلیم کے علمبردار خدانخواستہ فاسد العقیدہ تھے لیکن علمی اشتغال نے یا بعض دوسرے ذوق اور وابستگی نے ان کو اس طرف متوجہ نہیں ہونے دیا، یہ تاریخی حقیقت ہے کہ وسط جوار میں یہاں سے لے کر رائے بریلی بلکہ اودھ میں تقریباً اتباع سنت کا ذوق ہے خاندانوں اور برادریوں کے عقائد درست ہوگئے ہیں اور مشرکانہ رسوم اور قبر پرستی ختم ہوگئی ہے اور آپ تلاش کریں گے تو اس میں ان دونوں خاندانوں کا بڑا حصہ ملے گا، بہرحال میں اس سپاسنامے پر شرمندگی کے ساتھ عزیزم نگرامی یونس میاں کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور ان کی محبت کی قدر بھی کرتا ہوں۔ میرے تذکرہ کے ساتھ بہت سے حقائق بھی آگئے ہیں، بہت سی تاریخی معلومات آگئی ہیں اور وہ اپنی جگہ پر ایک اچھا تاریخی، ادبی موضوع بن گیا ہے، اور معنی خیز اشارات آگئے ہیں،

میرے بھائیو اور دوستو! میں نے ابھی آپ کے سامنے سورۃ انفال کی ایک آیت پڑھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو اللہ رسول کی بات مانو جب وہ تم کو بلاتا ہے اس چیز کے لیے جو تم کو زندہ کردے گی، اس لیے جب اللہ کے رسول

www.abulhasanalinadwi.org

ایسی چیز کی طرف بلائیں جو ہمیں زندہ کر دے تو اسے ضرور مان لو یہ علم ہے جو تعلیم کا ایک طریقہ ہے جو اللہ نے الہام فرمایا ہے

اور جس کے سب سے پہلے داعی پیغمبر تھے اس کے سب سے بڑے مجدد یہی مکمل بھی یہ روح ہے اور اگر یہ روح نہ ہو تو پھر جسم کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اس کا مجبوری کے علاوہ تھوڑی دیر کا رکھنا بھی قریب ترین عزیزوں کو بھی گوارہ نہیں کیا بات ہے؟ نگاہیں پھر جاتی ہیں، آنکھیں بدل جاتی ہے دلوں میں انقلاب آ جاتا ہے اور روح نکل جانے کے بعد بیوی شوہر کو رکھنے کی روادار نہیں اور شوہر بیوی کو ماں باپ روادار نہیں اولاد روادار نہیں کوئی پوچھے تو کیا ہوا؟ یہ نگاہیں کیوں پھر گئیں؟ اس نے کیا قصور کیا؟ یہ سارے رشتے کیوں ٹوٹ گئے؟ بات یہ ہے کہ روح نکل گئی جسم ویسا ہی ہے سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخونوں تک کسی چیز میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے تغیر نہیں ہوا، لیکن ابھی ایک پہر بھی نہیں گزرا دو پہر بھی نہیں گزرے ہیں، واقعہ یہ ابھی آٹھ گھنٹے، دس گھنٹے گزرے ہیں لیکن اتنی دیر میں یہ کیا ہو گیا۔ گھر کی فضا کیوں بدل گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تعلقات روح کے ساتھ تھے۔

جب جسم کے اندر روح تھی تو محبتیں بھی تھیں الفتیں اور احترام بھی تھا اور اس کا بال بیکا کرنا بھی گوارا نہیں تھا اگر اس کے سر میں درد ہو جائے تو سارا گھر بے قرار ہو جاتا ہے آج وہی جسم ہے لیکن سب کی خواہش یہ ہے اور ادب سے یہ کہتا ہے کہ اب ان کو آرام دینا چاہیے ان کو ان کے ٹھکانے پہونچا دینا چاہیے اب زیادہ انتظار نہیں کرنا چاہیے دس باتیں کہی جاتی ہیں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق سب کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ اب گھر سے ان کو باہر کرنا چاہیے یہ روح ہے سب روح کا کرشمہ ہے جب تک روح رہتی ہے تو تعلقات، حقوق اور کتنی چیزوں کے جواز کی گنجائش باقی رہتی ہے اور جب روح نکل جاتی ہے تو دنیا بدل جاتی ہے تو یہ جسم کی روح ہے۔ وہ روح جو

اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے وہی اللہ فرماتا ہے کہ آدم میں ہم نے اپنی حیات کا ایک پرتو ڈالا ہے اسی طریقہ سے اس روح کی روح ہے یہ روح کیا ہے اللہ کی صحیح معرفت اللہ کے پیغمبروں کے بتائے ہوئے طریقہ پر اللہ کی ذات وصفات کی پہچان اور اس کی طرف سے جو حقوق عائد ہوتے ہیں اور اس کے جو احسانات ہیں ان کا سمجھنا اور ان کا شکریہ ادا کرنا ان کا جو تقاضا ہے ان کو پورا کرنا اور خدا کی بندگی کا صحیح طریقہ، سلیقہ سیکھنا اور سمجھنا اور خدا کے ساتھ صحیح تعلق جوڑنا اور اس زندگی کے بعد جو زندگی آنے والی ہے حقیقی زندگی جو آپ کے سامنے زندگی ہے یہ زندگی کہلانے کی مستحق نہیں ہے اس کے لیے تیاری کرنا ہے۔

میرے بھائیو! جس طرح جسم کے لیے یہ روح ضروری ہے۔ لفافہ کیا ہے، لفافہ کی جو قیمت ہے وہ اس خط کی وجہ سے ہے جو اس کے اندر رکھا ہوا ہے، تار آپ کے پاس آتا ہے آپ بے چین ہو جاتے ہیں پڑھواتے پھرتے ہیں یہ نہ کاغذ کی وجہ سے ہے اور نہ ہی آدمی کے لانے کی وجہ سے ہے (کسی زمانہ میں ڈاکیہ لال سائیکل پر آیا کرتا تھا) بلکہ اس کی قیمت اس مضمون کی وجہ سے ہے کہ اس میں کیا خبر ہے، فلاں عزیز جو بیمار تھے ان کے متعلق کیا اطلاع آئی ہے اور جو درخواست دی ہے اس کا کیا جواب آیا ہے؟ ہمارا انتخاب ہوا کہ نہیں وہ جہاں ہم جانا چاہتے تھے وہاں کے لیے اجازت آئی کہ نہیں؟ تو جس طرح لفافہ کے لیے اندر کا خط تار کے لیے اس کا مضمون اہمیت رکھتا ہے۔ اسی طرح روح ہمارے جسم کے لیے ہے ہاتھ پاؤں حرکت کرتے ہیں آنکھیں کام کرتی ہیں یہ ہماری انگلیاں ہلتی ہیں حرکت کرتی ہیں ہم کھا پی سکتے ہیں ہضم کرتے ہیں چلتے پھرتے ہیں بات کرتے ہیں یہ سب روح کی دین ہے روح کا کرشمہ ہے۔

ایسے ہی اس روح کے لیے ایک روح چاہیے اس کو روح ہی کہہ لیجیے وہ ہے

www.abulhasanalinadwi.org

صحیح علم خدا کے پیغمبروں کا لایا ہوا علم جب ذی روح جسم میں وہی روح بن جاتی ہے یعنی علم نبوت تو انسان خدا کو پہچاننے لگتا ہے، اس کو صحیح صفات کے ساتھ جانتا ہے وہ اس کو وحدہ لاشریک گردانتا ہے، وہ اس کو قادر مطلق سمجھتا ہے وہ اس کو قادر حقیقی جانتا ہے وہ اس کو جلانے اور مارنے والا یقین کرتا ہے تو پھر یہ روح اس روح کے ساتھ مل کر انسان میں جوہر انسانیت پیدا کرتی ہے اور پھر وہ انسان کہلانے کا مستحق ہوتا ہے علم دین جو ہے وہ اس روح کی روح ہے یہ زندگی کی زندگی ہے یہ انسان کے لیے لفظ کے معنی ہیں اور دنیا میں انسان کے آنے کی غرض و غایت ہے تو جس طرح کسی گاؤں، قصبہ، شہر میں اسپتال ضروری ہے دواخانہ ضروری ہے حکیم و ڈاکٹر ضروری ہے اس سے سو گنا زیادہ ہزار گنا زیادہ واقعہ یہ ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ لاکھ گنا زیادہ یہ علم دین کے شفاخانے ضروری ہیں یعنی وہ جگہ جہاں سے روح کو حیات ملتی ہے جہاں سے اس روح کو عذاب الٰہی سے بچنے کا راستہ ملتا ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر روح کو عذاب الٰہی سے بچانے والی کوئی چیز نہ ہو تو اس روح کا جسم میں نہ آنا ہی اچھا تھا۔ ایک آدمی پیدا ہی نہیں ہوا وہ عدم سے وجود میں نہیں آیا تو نہ اس کی گرفت ہوگی نہ مواخذہ ہوگا نہ جہنم کا ڈر نہ جنت کی فکر انسان آئے اور اپنی زندگی برباد کرے خدا کا مجرم ٹھہرے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ پیدا ہی نہ ہوتا۔

میرے بھائیو! سیدھی سی بات یہ ہے کہ جس طرح جسم کے لیے روح ضروری ہے۔ اور یہ ساری جو آپ رونق دیکھ رہے ہیں چہل پہل دیکھ رہے ہیں اور دنیا میں یہ جو زندگی ہے یہ سب اسی روح کا نتیجہ ہے، ایسے ہی اس روح کے لیے دوسری روح چاہیے وہ روح پیغمبروں کے ذریعہ سے پہونچتی ہے، پیغمبروں کے لائے ہوئے علم کے ذریعہ پہونچتی ہے پیغمبر اللہ کی معرفت عطا فرماتے ہیں اور زندگی کا مقصد واضح کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں عبودیت و بندگی کا جو راستہ ہے وہ دکھلاتے ہیں حرام و

حلال کا فرق بتلاتے ہیں کفر و ایمان شرک و توحید کا فرق واضح کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جو صحیح راستہ ہے اس کی نشاندہی کرتے ہیں متعین فرماتے ہیں اور ایسی الٰہی و ربانی روشنی عطا کی جاتی ہے جس روشنی کے سہارے وہ چل پھر سکتا ہے ورنہ در و دیوار سے ٹکرا جائے کھائیوں میں گر پڑے کنوؤں میں گر کر ہلاک ہو جائے اور آدمی سے آدمی ٹکرائیں۔ چنانچہ آج آدمی سے آدمی ٹکرا رہا ہے قومیں قوموں سے ٹکرا رہی ہیں ملک سے ملک ٹکرا رہے ہیں، مفادات مفادات سے ٹکرا رہے ہیں اپنی خواہشات دوسروں کی خواہشات سے ٹکرا رہی ہیں اس لیے کہ روشنی نہیں ہے روشنی نہیں ہے کہ آدمی صحیح راستہ پر چل سکے اس لیے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں ایک نابینا کو دیکھئے اللہ رحم فرمائے اس کے پاس اللہ کی اور بہت سی نعمتیں ہیں لیکن ایک نعمت بصارت کے نہ ہونے سے کیسے خطرہ میں رہتا ہے کہاں کہاں ٹکرا جاتا ہے کہاں کہاں گر جاتا ہے بغیر سہارے کے چل نہیں سکتا ہے رہبر کی اس کو ضرورت، لاٹھی کی اس کو ضرورت بالکل یہی حال ہے اگر دنیا کو معلوم ہو جائے تو اپنے پر لعنت بھیجے کہ اس کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور جو امتیاز کرنے کی طاقت تھی وہ سلب ہو گئی ہے کہ ہم کو سب کچھ نصیب ہے لیکن اللہ کی صحیح معرفت حاصل نہیں ہے جو نبوت کی روشنی آئی تھی وہ کھو گئی ہے۔

میرے بھائیو! آپ کا جو یہ قصبہ ہے اس کے اس خاندان کی ایک بڑی تاریخ ہے اس سے پہلے بھی اس قصبہ نے بڑے بڑے لوگ پیدا کئے اور اگر یہ تاریخ کی روایت صحیح ہے کہ حضرت شیخ نصیر الدین جو دہلی جیسے شہر کے چراغ تھے دہلی کے چراغ تسلیم کیے گئے ان کا مشہور لقب چراغ دہلی ہے وہ آپ کے نگرام کے ہیں یا نگرام کے اطراف کے تھے ایسے ہی سید عبدالکریم جو آپ کے گرد و نواح

www.abulhasanalinadwi.org

کے تھے اسی طرح قاضی عبدالکریم بھی نگرام ہی کے تھے یہ سلسلہ بہت پرانا ہے اور یہ نگرام جیسا کہ ہم نے مولانا محمد اویس صاحب نگرامیؒ سے سنا ہے کہ ہندوؤں کے عہد میں بھی پنڈتوں کے علم کا بڑا مرکز تھا اور بعض دوہوں اور گیتوں میں آیا ہے کہ نگراؤں سے پنڈت آئے یہ اسلام سے پہلے کی بات تھی، شاید یہاں کی سرزمین میں کچھ خاصیت ہے کہ اسلام سے پہلے بھی یہاں علم تھا، ذہانت تھی اور اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا، اسلامی عہد تک اس قصبہ نے بڑے بڑے لوگ پیدا کئے ان کے نام سپاسنامہ میں آچکے ہیں میں اپنے عزیز یونس میاں سے کہا کرتا تھا اور یہ اپنا حق سمجھتا تھا کہ بھائی یہ بزرگوں کی یادگار ہے یہ قائم رہے اس کو ترقی دینا چاہیے اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تمہارے بھائیوں کو علم سے بہرہ ور کیا ہے اور بڑی بڑی جگہوں پر ماشاءاللہ تین بھائی جو سب سے مقدس سرزمین عرب کی ہے وہاں کام کر رہے ہیں اعتماد کے ساتھ اور پھر خاص طور پر تم اتنی بڑی یونی ورسٹی میں اتنی بڑی جگہ پر ہو اس طرف توجہ دو اس مرکز علم کو ترقی دو بزرگوں کی یاد کو قائم رہنا چاہیے۔ چراغ کو ہمیشہ تیل بتی ملتی رہے الحمدللہ خود ہی ان کو خیال تھا اور خود ان کو خاندان کی یادگار اور روایت سے تعلق تھا اور ہونا چاہیے تھا تھوڑا بہت ثواب مجھ کو بھی ملے گا کہ میں ان کو یاد دلاتا رہا خدا کا شکر ہے کہ وہ وقت آگیا ہے کہ آج ہم سب یہاں جمع ہیں۔

میرے بھائیو! یہ ایک حقیقت ہے اور اس کو ایک بڑے عالم اور بزرگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی نے لکھا ہے "کہ جب شہروں میں تمدن کی وجہ سے یا مصنوعی تہذیب یا دولت کی فراوانی کی وجہ سے سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ قویٰ میں اضمحلال آجاتا ہے دل و دماغ تھک

جاتے ہیں لوگ تعیشات میں پڑ جاتے ہیں اور زندگی میں غنودگی بلکہ نیند سی آجاتی ہے تو کسی قصبہ سے ایک آدمی آتا ہے اور ایک نئی روح پھونک دیتا ہے اور ایک نئی زندگی پیدا کر دیتا ہے۔

قصبات ہمیشہ سے علم کا مرکز رہے ہیں اور علمی دولت کے خزانے رہے ہیں اور ان کی حفاظت ہونا چاہیے اور اس مدرسہ کی ترقی اہل نگرام کا فرض ہے ورنہ جہاں لوگ اپنے مدرسوں کی قدر نہیں کرتے ہیں ان سے مستفید نہیں ہو پاتے ہیں تو باہر کے لوگ آکر استفادہ کرتے ہیں فائدہ اٹھاتے ہیں اور دنیا بھر میں علم و دانش کے چراغ روشن کر کے شہرت بھی پاتے ہیں۔ جس کی مثال دیوبند ہے۔

منقول از تعمیر حیات لکھنؤ ۱۰ مارچ ۱۹۸۶ء

ایک قدیم مدرسے "معدن العلوم" کی تجدید

علی میاں نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا

لکھنؤ ۹ فروری سرزمین اودھ میں دینی علوم کے ایک قدیم مرکز مدرسہ معدن العلوم کا جس کی آب و تاب کو حوادث زمانہ نے متاثر کر دیا تھا اب احیاء کیا گیا ہے۔ حال ہی میں ممتاز عالم دین مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے مدرسے کی مسجد کی توسیع اور نئی عمارت کی تعمیر کا سنگ بنیاد اس نصیحت کے ساتھ رکھا کہ جہاں کے لوگوں نے اپنے مدرسوں کی قدر نہیں کی وہاں کے لوگ خود تو ان سے مستفید نہیں ہو سکے البتہ باہر سے آکر لوگوں نے استفادہ بھی کیا اور دنیا بھر میں علم و دانش کے چراغ روشن کر کے شہرت بھی پائی جس کی ایک مثال دیوبند ہے۔

مدرسہ معدن العلوم ضلع لکھنؤ کے قدیم "تاریخی اور مردم خیز قصبہ نگرام میں واقع ہے اودھ کے قصبات نے دینی علوم" اسلامی تہذیب، عربی، فارسی اور اردو زبانوں کی تعلیم اور فروغ میں جو کلیدی رول ادا کیا ہے نگرام اور یہ مدرسہ ان کا حصہ دار رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس قصبہ کو ہندستان قدیم کے راجہ نل نے اپنے بھائی بل سے تنازعہ ہو جانے کے بعد نل گرام کے نام سے آباد کیا تھا جو بعد میں نگرام کے نام سے مشہور ہوا۔ اور بل نے بل گرام کے نام سے ایک قصبہ آباد کیا جو بعد میں

بلگرام کے نام سے مشہور ہوا اور اس نے بھی مشہور ہستیوں کو جنم دیا۔

اللہ نے تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں اس قصبے میں رشد و ہدایت اور اصلاح کا چراغ روشن کیا اودھ میں بڑے بڑے روحانی اور علمی مرکز تھے لیکن اس جوار میں دو خاندان اس سلسلے میں بہت ممتاز رہے ایک تو حضرت سید احمد شہید کا خاندان جس کا مرکز ضلع رائے بریلی تھا اور دوسرا مولانا حافظ عبدالعلی کا خاندان جس کا مرکز ضلع لکھنؤ کا قصبہ نگرام تھا۔ چنانچہ اس اطراف و نواح اور رائے بریلی اور لکھنؤ کے اضلاع کے بہت سے قصبات میں علوم دین کا جو ذوق اور اصلاحی رنگ نظر آتا ہے وہ ان ہی بزرگوں کی کوشش کا نتیجہ ہے۔

مدرسہ معدن العلوم کو ۱۹۱۴ء میں مولانا محمد ادریس نے قائم کیا تھا۔ جو عالم ربانی اور داعی حق مولانا حافظ عبدالعلی نگرامی کے فرزند اور شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے خلیفہ تھے اور جن کو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے خط و کتابت کے ذریعہ اجازت بیعت و ارشاد حاصل تھی۔

یہ مدرسہ رائے بریلی، بارہ بنکی، پرتاپ گڑھ اور سلطان پور کے دور دراز کے دیہی علاقوں میں دینی تعلیم کی ضرورتوں کو پورا کرتا رہا ہے غیر منقسم ہندستان میں اس مدرسے نے کئی ممتاز علماء پیدا کیے جن میں مولانا عبدالرحمٰن نگرامی ندوی اور شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا محمد ادریس نگرامی مرحوم شامل تھے جن کی تصنیف "التفسیر القیم" تمام عالم اسلام میں شہرت کا باعث بنی ملک کی تقسیم کے بعد جہاں بڑے بڑے مدارس سمٹ کر رہ گئے وہیں قصبات کے مدرسے بھی متاثر ہوئے چنانچہ مدرسہ معدن العلوم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہا اس کی اقامت گاہوں اور درجات کی عمارتوں کے کھنڈرات اب زبان حال سے اپنے شاندار ماضی کی داستان سنا رہے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس مدرسے کی شان رفتہ کو ایک بار پھر واپس لانے کا اقدام کیا گیا ہے اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی سرپرستی میں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر شعبہ عربی دارالعلوم ندوۃ العلما اور ندوہ ہی کے اساتذہ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مولوی عبدالنور ندوی، مولوی نذر الحفیظ ندوی اور پروفیسر صدر شعبہ عربی ڈاکٹر محمد رضوان علوی، احسن سعید صاحب (نگرامی) حافظ محمد افضل نگرامی (مہتمم مدرسہ معدن العلوم) اور ریڈر شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی (سکریٹری مدرسہ) پر مشتمل ایک مجلس منتظمہ قائم ہو چکی ہے۔

سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں اس قصبہ کی ساری آبادی بہت جوش و خروش سے شریک ہوئی۔ سنگ بنیاد رکھنے سے قبل مسجد کے صحن میں جس سے ملحق ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا علی میاں نے مدرسہ معدن العلوم اور خود قصبہ نگرام کے تاریخی پس منظر کو بیان کیا۔ انھوں نے حضرت نصیر الدین کو یاد کیا جن کا تعلق نگرام سے تھا اور جو دہلی میں اپنی علمی عظمت کی وجہ سے چراغ دہلی کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور حضرت نظام الدین اولیاء کے جانشین بنے۔ مولانا نے کہا کہ زمانہ قدیم میں اس قصبے کے باشندوں نے بھی علم کے چراغ روشن کیے۔

مولانا نے کہا کہ قصبات ہمیشہ علم کا مرکز رہے ہیں، علمی دولت کے خزانے رہے ہیں اور اب ان کی حفاظت ہونا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ سرزمین اودھ نے ملا نظام الدین کو پیدا کیا جو بارہ بنکی سے تعلق رکھتے تھے اور جن کا درس نظامی ہندستان سے ترکستان تک چل رہا ہے۔

مولانا علی میاں نے قصبہ نگرام کے لوگوں سے کہا کہ انھیں اس مدرسے پر فخر کرنا چاہیے اور اب اس کی ترقی ان ہی کے ذمہ ہے۔

اس موقع پر مدرسہ معدن العلوم کے سکریٹری ڈاکٹر محمد یونس نگرامی نے جو مرحوم مولانا اویس نگرامی کے فرزند ہیں، مولانا علی میاں کا استقبال کرتے ہوئے مدرسے کی تاریخ پر روشنی ڈالی اور اپنی مختصر تقریر میں مدرسے کی کارگزاریوں کا ذکر کیا اور خود مولانا ہی کی تحریروں کے حوالوں سے ان کو اس مدرسے کے بارے میں سب کچھ بتایا۔

مولانا علی میاں کا استقبال کرنے والوں میں مدرسے کے مہتمم حافظ افضل نگرامی اور ڈاکٹر محمد یوسف نگرامی (جو سعودی عرب سے آئے ہوئے تھے) شامل تھے۔ اس موقع پر ندوہ کے اساتذہ مولانا محمد رابع حسنی ندوی، مولانا ابوالعرفان، مولانا معین اللہ (نائب ناظم) مولانا واضح رشید، مولانا برہان الدین اور مولوی نور عظیم کے علاوہ پروفیسر ڈاکٹر رضوان علوی اور مسٹر صباح الدین عمر سمیت لکھنؤ کی کئی ممتاز شخصیتیں شامل تھیں۔

منتظمین مدرسہ معدن العلوم نے جس کا الحاق دارالعلوم ندوۃ العلما سے ہو گیا ہے دارالافتاء، تبلیغ و ارشاد اور اشاعت دین کے شعبوں کی سرگرمیوں کو زمانہ اور حالات کے مطابق تیز تر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

از حسین امین ـــ روزنامہ قومی آواز لکھنؤ

۱۱ر فروری سنہ ۱۹۸۶ء

مدرسہ معدن العلوم رجسٹرڈ ۴۰۴۶

تعارف، خدمات، عزائم

مدرسہ معدن العلوم قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ کا ایک قدیم علمی و دینی ادارہ اور تربیت گاہ ہے جس نے علوم دینیہ کی حفاظت توحید و سنت کی اشاعت اصلاح عقائد و اصلاح رسوم کے باب میں بڑی ہی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور گزشتہ ایک صدی کی اپنی انھیں تعمیری و اصلاحی خدمات کے پیش نظر بزرگان دین اور اہل علم و نظر کی توجہ کا مرکز بنا رہا ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی[1]۔ پروفیسر مولانا عبدالباری ندوی[2]۔ مولانا عبدالماجد دریابادی[3] اور مولانا امین احسن اصلاحی[4] جیسے علماء و مفکرین نے اپنی اپنی تحریروں میں مدرسہ کی خدمات و تعلیم و تربیت کا بڑے ہی اچھے لفظوں پر اعتراف فرمایا ہے حالیہ برسوں میں مولانا ابوالعرفان ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے پرانے چراغ حصہ دوم

[2] " " مذہب و سائنس ص ۸ و ۹

[3] ہفتہ وار سچ

[4] رجسٹرڈ معائنہ مدرسہ معدن العلوم قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ

ڈاکٹر عبیداللہ فراہی ریڈر شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی مولانا شفیق الرحمن ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا عبدالنور ندوی ازہری و مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء نے مدرسہ کے معاینہ کے بعد مدرسہ کی گذشتہ خدمات اور جاری کوششوں کی تحسین فرمائی ہے[1]

مدرسہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نصاب کے مطابق تعلیم کا بندوبست ہے۔ درجہ حفظ میں طلباء کی ایک بڑی تعداد کلام الٰہی کو اپنے سینوں میں محفوظ کر رہی ہے اس کے ساتھ ہی یہ تین شعبے بھی سرگرم عمل ہیں

(۱) شعبۂ دارالافتاء

(۲) شعبۂ تبلیغ و ارشاد

(۳) شعبۂ اشاعت دین

تعمیری پروگراموں میں جامع مسجد کی توسیع کا کام شروع ہو گیا ہے جس کا سنگ بنیاد مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں صاحب مدظلہ کے ہاتھوں ۲۷ر دسمبر ۱۹۸۵ء کو رکھا گیا تھا اور جس پر اب تک پچاس ہزار روپے صرف ہو چکے ہیں اور تقریباً ایک لاکھ روپیہ مزید خرچ کا اندازہ ہے، مدرسہ کی عمارت کا نقشہ منظور ہو چکا ہے اور اس کا تخمینہ آٹھ لاکھ روپیہ ہے۔ نیز طلباء کی ایک اچھی خاصی تعداد کے قیام و طعام کا ذمہ دار مدرسہ ہی ہے۔ ہندوستان میں یہ عربی اور دینی مدرسے درحقیقت اسلام کے قلعے ہیں جن کی حفاظت و ترقی ہر ہوش مند اور درد مند مسلمان کا اولین فرض ہے۔

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے رجسٹر معائنہ مدرسہ معدن العلوم قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ وہ مدرسہ معدن العلوم کی امداد واعانت فرمائیں تاکہ وہ اپنے مقاصد کو بحسن وخوبی پورا کرسکے۔

ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی
۱۲؍ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ
۱۲؍ فروری ۱۹۸۷ء

خط وکتابت نیز ترسیل اعانت کا پتہ

Dr. MOHD YUNUS NAGRAMI
C.207/28 DEORHI AGHA MEER
LUCKNOW - 226003
PHONE - 82738

ممبران مجلس منتظمہ
مدرسہ معدن العلوم رجسٹرڈ ۴۰۴۶
قصبہ نگرام۔ ضلع لکھنؤ
ملحقہ
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

(۱) مولانا سید ابوالحسن علی ندوی — صدر و سرپرست
(۲) ڈاکٹر محمد رضوان علوی — صدر شعبہ عربی و ڈین فیکلٹی آف آرٹس لکھنؤ یونیورسٹی
(۳) مولانا محمد رابع حسنی ندوی — صدر شعبہ عربی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
(۴) مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی — استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
(۵) مولوی عبد النور ندوی — استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
(۶) مولوی نذر الحفیظ ندوی — استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
(۷) جناب احسن سعید علوی — ۳۶۔ گھسیاری منڈی لکھنؤ
(۸) ڈاکٹر محمد یونس نگرامی — مدیر مدرسہ معدن العلوم، ریڈر شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی
(۹) حافظ محمد افضل نگرامی — مہتمم مدرسہ معدن العلوم نگرام۔ لکھنؤ